هفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور

30 ۔ 2 ۔ 70

26 ۔ 2 ۔ 1

مالکِ یومِ الدّین

خدا کی ہستی کا اقرار تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔ جب اس یقین میں شک پیدا ہو جائے تو انسان جوشِ عمل سے عاری ہو کر پریشان حال ہو جاتا ہے حسنِ عمل کی ہزار سعی کے باوجود انصاف کے حدود کو قائم نہیں رکھ سکتا اور شیطان کے ہاتھ میں ظلم و عدوان کی بے پناہ تلوار بن جاتا ہے کیونکہ جب کسی محاسب اعلیٰ کی ہستی کا یقین ہی نہیں تو سعی و عمل کا جائزہ لینے کی کیا ضرورت؟ جب کوئی کوتوال ہی موجود نہیں تو چور کو چوری سے کیا خوف ہو سکتا ہے؟ اس قانون کے مستثنیات کو دیکھ کر گھبرانہ اٹھو منکرین کے گروہ میں جو حسنِ عمل کا رنگ نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ منکرِ خدا بظاہر عاقبت کے خطروں سے شجاعانہ بے پروائی کا اظہار کرتا ہے مگر دل کے گوشے میں یہ اندیشہ رکھتا ہے، مبادا اس وسیع کائنات کا کوئی پروردگار ہو جو مجھے مرنے کے بعد زندہ کرے اور اعمال کا جائزہ لے!

(مفکرِ احرار چوہدری افضل حق مرحوم)

۴ جنوری ۱۹۸۵ء

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۲ روپے

نقطۂ نظر

اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس

قضیہ فلسطین ◄ عراق ایران جنگ ◄ مسئلہ افغانستان

عالمی امن کے لئے ہر ایک مسئلہ کوہ آتش فشاں کا پکتا ہوا لاوا ہے

اسلامی وزرائے خارجہ کی پندرھویں کانفرنس گذشتہ دنوں شمالی یمن کے دارالحکومت صنعا میں "اچھی توقعات" کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ دوران کانفرنس مندوبین کی توجہ حسب توقع مسئلہ فلسطین، عراق ایران جنگ اور مسئلہ افغانستان پر زیادہ تر مرکوز رہی۔ ان مسائل کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا گیا اور ان کے حل کے لئے حسب سابق قراردادیں منظور کی گئیں۔

حقیقت یہ ہے تینوں مسئلے اگرچہ بظاہر عالم اسلام ہی کے مسئلے ہیں مگر دنیا کا ہر صاحب فکر ان کی ضرر رساں ہمہ گیری سے واقف ہے اور عالمی امن کے لئے ہر ایک کو کسی کوہ آتش فشاں کا پکتا ہوا لاوا تصور کرتا ہے جس کے پھٹ پڑنے سے کسی بھی لمحہ دنیا تباہی کے گڑھے میں جا سکتی ہے۔ فلسطین کا قضیہ دو ملکوں یا دو نسلوں کا نہیں پورے عالم اسلام اور عالمی سامراج کا تنازعہ ہے۔ انصاف دشمن استحصالی طاقتیں درونِ خانہ متحد ہیں اور اسرائیل ان کے وفادار مگر پاگل کتے کی حیثیت سے امن کی بوٹیاں نوچ رہا ہے۔ افغانستان کی اسلامی اور غیر جانبدار حیثیت ختم ہوئے پانچ سال پورے ہو چکے ہیں مگر سوویت یونین افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلانے اور امن کی چڑیا کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۲۶

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی: ۲/- روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے ۸۰/- روپے
ششماہی ۲۶ شمارے ۴۵/- روپے

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

ناشر: مولانا عبید اللہ انور • مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور • مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور



احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ملعون ہے دینار کا بندہ، ملعون ہے درہم کا بندہ اور دوشالے کا بندہ۔ اگر اس کو دے دیا جائے تو خوش ہو جاتا ہے اور نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ خدا کرے ایسا شخص نامراد ہو، سرنگوں ہو جب اس کے کانٹا چبھے تو نہ نکالا جائے۔

مبارک ہے وہ بندہ جو اللہ تعالے کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہو۔ سر پراگندہ، قدم غبار آلود اگر اسے پہرہ پر مقرر کر دیا جائے تو پہرے پر رہتا ہے اور اگر لشکر کے پچھلے حصہ میں رکھا جائے تو وہاں رہتا ہے اگر وہ کسی کے ہاں جانے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت نہیں ملتی اور اگر وہ کسی سے سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے اشخاص کا تذکرہ فرمایا ہے ایک وہ جو روپے پیسے کے اور دنیا کی عزت و وجاہت اور زینت و آرائش کے خواستگار ہیں ان کو درہم و دینار اور دوشالوں کے بندے کہہ کر ان کے حق میں بد دعا فرمائی ہے اس لئے کہ ایسے لوگوں کی سعی و عمل اور خوشی و ناخوشی کا محور روپیہ پیسہ ہے۔ وہی ان کا معبود ہے جس کی غلامی و بندگی میں شب و روز سرگرداں ایسے لوگوں کو اگر ان کا مطلوب و محبوب مل جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور نہ ملے تو اللہ تعالے سے بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور سو سو طرح کے حرف شکایت زبان پر لاتے ہیں، گویا ان کو اللہ تعالے سے اتنا تعلق نہیں جتنی محبت روپے پیسے سے ہے۔ ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بد دعائیں فرمائی ہیں ایک ہلاکت و ناکامی کی۔ دوسری ذلت و خواری اور سرنگونی کی تیسری یہ کہ اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچے تو خدا کرے ان کی یہ تکلیف زائل نہ ہو اگر ان کے کانٹا چبھے تو خدا کرے ان کا وہ کانٹا نہ نکلے بلکہ وہ ہمیشہ اسی تکلیف و عذاب میں مبتلا رہیں ان لوگوں کے حق میں ایسی سخت بد دعائیں اس لئے فرمائیں کہ ان کا جرم بھی بہت ہی سنگین ہے انہوں نے اللہ تعالے سے جو محبوب حقیقی ہیں اپنا تعلق توڑا اور مردار دنیا کو محبوب بنایا حق تعالے کی رضا جوئی کے فکر سے بے نیاز ہو کر مخلوق کے لئے محنت کرنے لگے۔ اور معبود حقیقی کے بجائے انہوں نے روپے پیسے اور دنیا کے کوڑے کرکٹ کی پرستش شروع کر دی۔

اس تشریح سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان لوگوں کو عبدالدنیا اور عبدالدرہم فرمایا ہے جو روپے پیسے اور مال و دولت کے حاصل کرنے میں احکام

(باقی ۲۵ پر)

کسی شاخ پر بیٹھ کر سستانے کا موقع دینے کو آمادہ نہیں سرخ جارحیت کے اثرات افغانستان سے باہر خاص کر پاکستان کی معیشت کو گھن کی طرح چاٹ رہے ہیں۔

عالم اسلام کا تیسرا بڑا مسئلہ عراق ایران جنگ ہے جو چار سال کے طویل عرصہ سے جاری ہے۔ اسلامی کانفرنس کے سبکدوش ہونے والے جنرل سیکرٹری جناب حبیب شطی نے بتایا تھا کہ عراق اور ایران ان ۴۵ ملکوں میں شامل ہیں جنہوں نے امن کمیٹی کے ساتھ بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے۔ دونوں ملکوں سے ایک قرارداد میں اپیل کی گئی ہے کہ وہ جنگی قیدیوں کے بارے میں اسلامی شریعت کے احکام اور بین الاقوامی قوانین پر عمل کریں۔ اور کیمیاوی ہتھیار استعمال نہ کرنے کے بارے میں جنیوا سمجھوتے کی پابندی کریں۔

واضح رہے کہ کچھ عرصہ قبل عین اس وقت جب کہ ہلال احمر کے افسران ایک جنگی کیمپ کا معائنہ کر رہے تھے۔ ایرانی فوجیوں نے عراقی جنگی قیدیوں پر گولی چلا دی جس کے نتیجہ میں متعدد عراقی قیدی جاں بحق ہو گئے تھے۔ عراق ایران جنگ چار سال سے جاری ہے۔ اور اب یہ عالم اسلام کے لئے ایک رستا ہوا ناسور بن چکی ہے نہ صرف دونوں ملکوں کی اقتصادی ترقی مسدود ہو چکی ہے ہزاروں مسلمان لقمۂ اجل بن چکے ہیں اور دونوں ملکوں کی تیل کی برآمد بری طرح متاثر ہوتی ہے بلکہ خلیج کی جنگ نے پوری عرب دنیا کے مالی وسائل اور ترقیاتی منصوبوں کی دیواریں ہلا دی ہیں خود پاکستان کے زر مبادلہ کی آمدنی متاثر ہو رہی ہے۔ عالم عرب میں موجود ہمارے ملک کی افرادی قوت کا مستقبل مخدوش ہے۔ ان حالات میں دنیا کا کوئی امن پسند خصوصاً مسلم عوام عراق ایران جنگ کو ایک دقیقہ کے لئے بھی جاری رکھنے کے حق میں نہیں ہیں۔ اس لئے ایران کو اپنی جنگی پالیسی پر نظرثانی کرنی چاہئے کیونکہ بہرحال یہ امر مسلمہ ہے کہ اقوام متحدہ ناوابستہ ممالک کی تحریک یا اسلامی ممالک کی تنظیم نے آج تک قیام امن کے لئے جو بھی مساعی کی ہیں ایران کی پیش کردہ شرائط کے باعث وہ کامیاب نہیں ہو سکیں۔ چار سال گذر چکے ہیں لیکن اس جنگ کا نتیجہ صفر ہی ہے۔ پاکستان کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ جناب شریف الدین پیرزادہ کو اسلامی کانفرنس کا نیا جنرل سیکرٹری منتخب کر لیا گیا ہے مگر ساتھ ہی ہمارے ملک کی اجتماعی اسلامی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ جناب پیرزادہ عالم اسلام کی ترقی و خوشحالی، اسلامی دنیا کے حقوق کے دفاع، مسلمانوں کے باہمی تنازعات نمٹانے خصوصاً عراق ایران جنگ بند کرانے اور دونوں ملکوں کو باہمی تنازعات، مذاکرات کے ذریعہ حل کرنے پر آمادہ کریں گے اور ملت اسلامیہ جسد واحد کی طرح متحد ہو کر اپنے اصل دشمنوں کے مقابل صف آرا ہو سکے گی۔

ماہانہ مجلس ذکر

خضراء مسجد سمن آباد لاہور میں انشاء اللہ تعالےٰ حسب سابق امام الہدیٰ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ ۶ جنوری بروز اتوار نماز مغرب کے بعد منعقد کروائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ

دعوت عام ہے



تبلیغ حق کا آغاز

اپنے گھر اور اپنے ماحول سے کیا جاتا ہے

لوگوں کو گردنوں سے پکڑ کر زبردستی اپنی جانب کھینچنے کی ذمہ داری مبلغ پر عائد نہیں ہوتی

نیکی اور ھدایت کی توفیق اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ھے

امام الہدیٰ وارث اسلاف مرشد حق حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کے ارشادات

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ صدق اللہ العظیم۔

محترم حضرات! اللہ تعالےٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ کچھ احباب یہاں جمع ہو جاتے ہیں اور اس کی توفیق سے مل بیٹھ کر ہمیں اللہ کے پاک نام کا ذکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عنایت فرما دے اس کے فضل کے بغیر نیکی کی توفیق بھی نہیں ہو سکتی، اس میں ہم گنہگاروں کا کیا کمال، ہمارا سب کچھ اسی کے کرم کا فیضان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

> اے پیغمبرؐ!
> آپ کے ذمہ پہنچا دینا
> ہے (عمل اور عقیدے
> کا) حساب کتاب
> ہم لیں گے،

اللہ تعالےٰ جب اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اس لئے نیک اعمال کی راہ پر گامزن ہو جانا یقیناً اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان کی دلیل ہے۔ کسی بندہ خدا نے ایک مرتبہ کہا کہ یہ ہماری نمازیں ریاضتیں روز و شب کی عبادات پتہ نہیں قبول ہوتی ہیں کہ نہیں اللہ تعالےٰ کو پسند ہیں کہ نہیں تو ایک اللہ والے نے انہیں تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے نیک اعمال قبول نہ ہوتے تو تمہارے ایک عمل کرنے کے بعد دوسرے کی نوبت ہی نہ آتی۔

ہمیں بتایا گیا کہ "تم بہترین امت ہو تمہاری خصوصی شان یہ ہے کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہو"۔

یہ اشاعت حق تبلیغ دین اور بدی کی سرکوبی کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان پہلے خود نیکی پر کاربند ہوں اور گناہوں سے توبہ کریں جو بات لوگوں کو کہتی ہے پہلے خود اس پر عمل کریں اپنے گھر میں دوست احباب میں بیوی بچوں میں، والدین اور بہن بھائیوں کو دین پر عمل کرنے اور دین کا علم سیکھنے کی دعوت دیں۔ پہلے اپنے دائرۂ اختیار میں اپنے متعلقہ افراد یعنی جو نوکر اور ملازم ہوں یا بال بچے" ان کی دینی تعلیم کا بندوبست کریں۔ اور اپنے قریبی لوگوں کو برائیوں سے اجتناب کرنے اور بھلائیوں پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیں۔ ہدایت، اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے دے۔ مبلغینِ حق کا کام صرف حق پہنچا دینا ہے۔ گردنوں سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچنے کی ذمہ داری مبلغ پر نہیں ہے۔ جب اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات ٹھیک طریقہ سے صاف طور پہ کہہ دی گئی۔ ہو پھر کوئی مانے یا نہ مانے، تھوڑا عمل کرے زیادہ عمل کرے یہ حساب کی ذمہ داری حق کی تبلیغ کرنے والوں پر نہیں ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا عَلَیْكَ الْبَلَاغ وَعَلَیْنَا الْحِسَاب — یعنی اے پیغمبرؐ! آپ کے ذمہ پہنچا دینا ہے حساب لینا ہم پر ہے — یعنی یہی حکم تبلیغ کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا، یہی صحابہ کرامؓ کو اور یہی قیامت تک آنے والے ہر مسلمان مبلغ کو ہے۔ اور پہلی بات کہ اپنے گھر اور خاندان یا قریبی افراد سے تبلیغ دین یا ترغیب عمل علی الدین کا آغاز کرو وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ کی تعمیل کے ضمن میں آتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کفر و شرک کی دنیا کے سامنے توحیدِ الٰہی کی دعوت پیش کی تو انہوں نے بھی اس کا آغاز اپنے گھر سے اپنے والد سے کیا تھا۔ قرآن کریم کی یہ آیت جس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا، بھلائی کی تبلیغ کرو اور برائیوں سے لوگوں کو روکو اسی آیت کے انہی الفاظ سے اسلامی حکومت کے قیام اور قرآنی نظام انقلاب برپا کرنے کا حکم بھی مستنبط ہوتا ہے۔ مگر اسلامی حکومت کو ملک میں اسلامی احکام و قوانین کے

حضرت شیخ الہند

مولانا محمود الحسنؒ نے حق پرستوں کی وہ جماعت تیار کی جس کا ہر فرد کفر و شرک اور فرنگی سامراج کے خرمنِ اقتدار کے لئے برقِ تپاں ثابت ہوا۔

نفاذ و اجراء کے معاملہ میں مستعد ہونا چاہئے۔ یہ دین اسلام حکومت اور افراد سب کے لئے ہے۔ یہ مکمل نظامِ حیات ہے۔ حضور خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس دن سے پہلے نہیں گئے جب تک دین مکمل نہیں ہو گیا۔ یہ دین سب سے آخری اور تمام ادیان سے عظیم ہے۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیّد الانبیاء ہیں، اسی طرح آپؐ پر جو کتاب نازل ہوئی وہ بھی خاتم الکتب اور تمام کتابوں سے اعلیٰ و اعظم اور کامل و مکمل کتاب ہے۔ آپؐ کو جو صحابہؓ کی جماعت اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمائی وہ بھی دنیا کے تمام انسانوں سے عظیم اور مخلص لوگوں کی جماعت تھی اسی طرح آپؐ کی امت بھی خیرامت اور سب امتوں سے بہترین امت ہے اس میں پیدا ہونے والے ائمہ و علماء، اولیاء و صلحاء بھی ایسے بڑے اور اولوالعزم کہ ایک ایک نے ملکوں اور قوموں کا نقشہ بدل دیا۔ برصغیر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری، حضرت سیّد علی ہجویری اور بعد میں حضرتؒ مجدد الف ثانی، حضرت امام شاہ ولی اللہ، حضرت نانوتوی اور اس دور میں حضرت مدنی، حضرتؒ لاہوری، حضرت رائپوری، حضرتؒ سندھی، حضرت مولانا محمد الیاس رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین یہ حضرات اپنی اپنی ذات میں ایک پوری تحریک، پوری جماعت اور تاریخ ہیں۔ انہوں نے اپنے عمل و کردار سے لاکھوں انسانوں پر دین و شریعت کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں مگر یہ سب بزرگ شاگرد اور تربیت یافتہ ہیں۔ شیخ الہند حضرتؒ مولانا محمود الحسن دیوبندی کے ان کی بلند شخصیت اور عظمت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ اس ایک مرد حق آگاہ نے حق پرستوں کی وہ جماعت تیار کی جس کا ہر فرد کفر و شرک اور فرنگی سامراج کے خرمن اقتدار کے لئے برق تپاں ثابت ہوا مگر یہ سب معجز نمائی ہے نبی الاعظم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جن کی امّت کا ایک ایک عالم لاکھوں انسانوں کے لئے رہبر و مرشد بنا۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیں اکیلے تھے مگر لاکھوں اور کروڑوں پر سبقت لے گئے آج تبلیغی جماعت کتنی بڑی جماعت ہے کہ پوری دنیا میں اس کی دعوت پر کہیں نہ کہیں ہر وقت مسلمانوں کی جماعتیں دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے چل پھر رہی ہیں اور اپنے اخلاق و کردار سے اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

ہمارے نبی، خاتم الانبیاء

ہماری کتاب، خاتم الکتب

حضورؐ کی امت، خیر امۃ

حضورؐ کے صحابہؓ کی جماعت انبیاء کے بعد دنیا کے بہترین لوگ

اس امت کے علماء و صلحاء ہر کوئی اپنی ذات میں پوری جماعت اور مکمل تحریک۔ جنہوں نے قوموں اور ملکوں کی کایا پلٹ دی

حضرت مولانا محمد الیاسؒ
اکیلے تھے مگر لاکھوں اور کروڑوں پر سبقت لے گئے

رحمۃ اللہ علیہ ایک فرد تھے مگر علوم شریعت اور اسلام کی عظمت و حقانیت کا اپنی ذات میں اتنا بڑا دارالعلوم اور یونیورسٹی تھے کہ جس سے تشنگان حق و صداقت تاقیامت سیراب ہوتے رہیں گے۔ ان کا ایک پڑوسی بڑا آوارہ مزاج تھا حضرت امام اعظم عبادت اور مطالعہ و درس میں مصروف ہوتے تو اس کا شور و شغفت اور رنگ رلیاں مخل ہوتیں۔ ایک رات اس کے ہنگامۂ عیش و طرب کی آواز نہ آئی تو دریافت فرمایا کیا بات ہے آج ہمارا پڑوسی خیریت سے تو ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ کوتوال شہر نے اسے گرفتار کر لیا ہے۔ امام اعظمؒ نے گھوڑا تیار کیا اور سوار ہو کر بادشاہ کے دربار جا پہنچے۔ دنیا حیران تھی اور خلیفہ کے لئے اس سے بڑھ کر آج کوئی خوشی نہ تھی کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اس کے ہاں تشریف لائیں۔ پوچھا کہ کیا حکم و ارشاد ہے کہ آپ نے کس لئے زحمت گوارا فرمائی۔ تو حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا میرا پڑوسی گرفتار کر لیا گیا ہے اس کے لئے آیا ہوں، کوئی اور شاید اس کی مدد کو نہ آئے میں اس کا پڑوسی ہوں اس لئے یہ میرا فرض ہے کہ اس کی مصیبت کے وقت میں اس کے کام آؤں پڑوسی کے حقوق کی نگہداشت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس شخص کے ساتھ اس تاریخ کے دوسرے تمام گرفتار شدگان کو بھی رہا کر دیا جائے۔ امام اعظمؒ کی اتباع اور ان کی تشریف آوری کی خوشی میں دوسرے مجرموں کی رہائی کے لئے میں سفارش کرتا ہوں۔

رہائی کے بعد اس شخص نے وہیں توبہ کی اور اپنی سابقہ زندگی پر اظہارِ ندامت کیا اور کہا میں نے تو ساری عمر امام اعظمؒ کو تنگ کیا، ستایا، کبھی نہ سوچا کہ میرے فلاں کام سے ان کو تکلیف ہو گی۔ اس لئے میں یہ کام نہ کروں۔ مگر آج میری تکلیف اور پریشانی کا انہیں پتہ چلا تو دربارِ خلافت تک میرے لئے آ پہنچے۔

حضرات گرامی! یہ ہے اللہ والوں اور مبلّغین دینِ حق کا عظیم کردار کہ ستانے اور تنگ کرنے والوں کے لئے بھی وہ رحمت ثابت ہوتے اور عمل کر کے بتایا کہ دین کیا ہے اور سنّت کس چیز کا نام ہے مگر آج صورت حال بالکل مختلف اور بدلی ہوئی ہے۔ دوستی کے پردے میں دشمنی اور دین سے محبت کی آڑ میں دین کی مخالفت کی جاتی ہے۔ بھائی بھائی کو اور دوست دوست کو ذبح کر دیتا ہے اور مسلمان بھی کہلاتے ہیں ؎

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
دلِ دشمناں را نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

"اللہ والوں کے متعلق تو میں نے سنا ہے کہ وہ دشمنوں کا دل بھی نہیں دکھاتے۔ پھر تجھے یہ مقام کیونکر نصیب ہو سکتا ہے کہ تیری اپنے رفقاء اور دوستوں ہی سے لڑائی اور جنگ رہتی ہے"

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح معنوں میں دین و ملت اور ملک و قوم کا خدمت گزار بناتے اور دین پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ایک فرد تھے مگر اپنی ذات میں ایک
ایسا دارالعلوم اور یونیورسٹی کہ جس سے تشنگانِ حق و صداقت
تاقیامت سیراب ہوتے رہیں گے

استغفار

جناب ڈاکٹر لال دین اخگر صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی

اقبالِ جُرم میری سعادت کا نشاں ہے
اور لفظِ ظَلَمنَا مِرے آبا کی زباں ہے
مٹی میں مری جمع ہیں متضاد عناصر
فرزانگی میں لغزشِ دیوانہ نہاں ہے
دُنیا میں مکلّف ہوں، شریعت کا ہوں پابند
نسیان و خطا میری جبلّت سے عیاں ہے
حیران ہوں، مھصور ہوں میں شام و سحَر میں
بازیچۂ اطفال ہے، یا کون و مکاں ہے؟
میں عالمِ ناسوت میں عبرت کا نشاں ہوں
پیری میں بھی دنیا کی ہوس دل میں جواں ہے
اے مالکِ کُل! سامنے گردابِ جہنّم
لب پہ مرے فریاد ہے، نالہ ہے، فغاں ہے
ظالم ہوں، سیاہ کار ہوں، جاہل ہوں و لیکن
در پہ ترے حاضر ہوں، یہی تاب و تواں ہے
غفّار ہے، ستّار ہے تُو داورِ محشر!!
رحمت تری ہر شے پہ مسلّط ہے رواں ہے
ابلیس لعیں بہ سرِ پیکار ہے۔ ہر دَم
توبہ و انابت سے مری جاں کو اماں ہے



بیمار قومیں کبھی سُرخرو نہیں ہوتیں

حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیاں
—— غیر اللہ کے خلاف ——
مسلسل جہاد میں گذریں

عقیدۂ توحید میں خرابی ایمان کو موت کے جہنم میں پھینک دیتی ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: اِنَّ صلوٰتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

"بے شک میری نمازیں اور میری قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔"

حضرات گرامی! ہم مسلمان ہیں ہمارے دین اسلام کی ساری عمارت اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت کے عقیدہ پر قائم ہے۔ ہمارے تمام دینی اعمال و افکار اسی عظیم الشان اور انقلاب انگیز عقیدہ کے ثمرات و

اسلام کی پوری
عمارت توحید الٰہی
اور حضور اکرمؐ کی
ختم نبوّت کے
عقیدہ پر قائم ہے

برکات ہیں۔ اللہ کے نبیوں نے دنیا کو بتایا کہ اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک ہے ہم بھی اس کے بندے اور فرمانبردار رہیں، وہی اس جہانِ ہست و بود کا خالق و رازق اور مالک و مختار ہے لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْض زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، ہر شئ کا وہی خالق اور وہی مالک بلاشرکت غیرے ہے۔ اسی لئے ہر مومن کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب ہے تمام جہانوں کا اور سیدِ دو عالم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ وہ ہے جو

اللہ نے فرمایا کہ اس عقیدے کا اعلان فرما دیں کیونکہ وَلَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لوگوں کے لئے حضورؐ کی زندگی ہی نمونہ ہے اس کے مطابق عمل اور عقیدہ بنائیں گے تو اللہ کے ہاں قبول و منظور ہوگا۔ اس لئے قرآن کریم نے رسولِ اکرمؐ کا عقیدہ کتنی وضاحت سے بیان فرما دیا تاکہ قیامت تک آنے والے اہل حق اور سچے مسلمان اِدھر اُدھر نہ بھٹکیں۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔ اے پیغمبرؐ! آپ اعلان فرما دیں۔ کہ بے شک میری نمازیں اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب کچھ) اللہ کے لئے ہے۔

یہ عقیدہ توحید کا تقاضا ہے کہ عمل و کردار میں یکسوئی اور وحدت پیدا ہو۔ عقائد میں اعتماد اور افکار میں راست بازی ہو۔ فکری انتشار ہمارے نزدیک دراصل عقیدہ توحید میں خلل واقع ہو جانے کا دوسرا نام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں، یہ پانچ فرض نمازیں، تہجّد کی نماز، اوابین اور چاشت، صلوٰۃ کسوف و خسوف اور جنازہ اور تمام نوافل جو بھی نماز ہے وہ اللہ کے لئے ہے، قربانی



مسلمان اور
مسلمانوں کے
زعماء وحکمران
جب تک حضور اکرمؐ
کے اسوۂ حسنہ پر
عمل پیرا رہے تو
عزّتیں اور
کامیابیاں بھی
ان کے ساتھ رہیں



یعنی جان و مال کی قربانی، میدانِ جہاد میں سر ہتھیلی پر رکھ کر اُتر آنا، زخم کھانا اور گردن کٹانا یا عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر جانوروں کی قربانی پیش کرنا جو اسی عزم کا اعادہ ہوتا ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں ضرورت پیش آئی تو میں اپنی گردن بھی اس کی رضا کے لئے ایسے ہی پیش کر دوں گا، حق سے پہلوتہی نہیں کروں گا۔

غرضیکہ مسلمان کی زندگی کا ہر نیک عمل اللہ کے لئے ہے حق پرست قوموں کی حیات یہی ہے کہ "ہمارا سب کچھ ہمارے خدا کا ہے" مومن موت سے نہیں ڈرتا وہ اسے امرِ ربّی سمجھتا ہے اس لئے ہر وقت اس کے لئے تیار رہتا ہے راہِ حق میں شہادت کو مطلوبؐ مقصود جان کر اس سے پیار کرتا ہے وہ دنیا کی ہر رکاوٹ اور طاقت سے ٹکرا جاتا ہے اور فتح پاتا ہے ؎

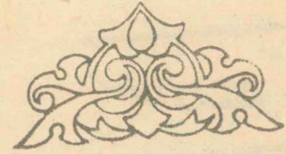
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ ان کو
فقط اک تری لذّتِ آشنائی

عقیدۂ توحید الٰہی، ہی "فقط اک تری لذّتِ آشنائی" ہے۔ جب اس عقیدہ کو شرک کا گھن لگ جائے تو ایمان میں

کمزوری اور قوم کی صحت میں خرابی واقع ہو جاتی ہے اور بیمار قومیں کبھی سرخرو نہیں ہوتیں۔

عقیدۂ توحید

عقیدہ توحید میں خرابی ایمان کو موت کے جہنّم میں پھینک دیتی ہے باطل کے خلاف جہاد عقیدۂ توحید کا ثمر ہے۔ حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کی پوری زندگیاں غیر اللہ کے خلاف جہاد میں صرف ہوئیں حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا "جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے"۔ شیطان کا وار انہی لوگوں پر کامیاب ہوتا ہے جو اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے اور موت کے آنے سے غافل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کو مالک و مختار ماننے کے عقیدے میں نقص واقع ہو جائے پھر ایسے لوگوں کی نمازیں دکھاوا اور قربانیاں ریاکاری بن جاتی ہیں وہ نیکی بھی کریں تو دنیا میں نیکوکار کہلانے کے لئے کرتے ہیں۔ یہ بدقسمت لوگ پہلے شیطان کے پھندے میں خود گرفتار ہوتے ہیں۔ گمراہ ہونے کے بعد اس کے کارندے بن جاتے ہیں یعنی دوسروں کی گمراہی کا بھی ذریعہ بننے لگ جاتے ہیں۔ شیطان ازل سے انسان کا دشمن ہے۔ جب اپنے تکبّر اور اپنی غلطی سے مردود اور راندۂ درگاہ الٰہی قرار پایا تو اس نے اپنے گناہ پر



پہلے مسلمان
غیروں کی
عزّتوں کے
محافظ تھے اب
اپنوں کی عزّتیں
لوٹ رہے ہیں



شرمندہ ہونے اور غلطی کا اعتراف کرنے کے بجائے غصّہ کی آگ میں جل کر اولاد آدم سے انتقام لینے اور انہیں گمراہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ۔ کہنے لگا چونکہ انسان کی وجہ سے میرا بیڑا غرق ہوا ہے اس لئے میں اسے تباہ کرنے کی پوری کوشش کروں گا، اسے گمراہ کرنے کے لئے یا اللہ تیری صراطِ مستقیم کے کنارے کہیں گھات میں بیٹھا کروں گا ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ان کی کوئی جانب بھی محفوظ نہ ہوگی۔ میں ان کو سامنے سے اور پیچھے سے بھی، ان کے دائیں سے اور بائیں سے بھی راہِ حق سے ہٹانے کے لئے ان پر حملے کروں گا یہ اس کی طغیانی و سرکشی کی انتہا تھی کہ اس نے اعتراف جرم کے بجائے اپنی شیطانی منطق چلائی اپنی محرومیوں اور بربادیوں کا باعث آدمؑ کو قرار دیا۔ اور خدائے بزرگ و برتر کے سامنے قسم کھا کر کہنے لگا فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ۔ مجھے تیری عزّت اور بزرگی کی قسم میں انہیں گمراہ کرکے چھوڑوں گا۔ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں مخلص ہیں۔ بس ان پر شیطان کے وسوسوں

کا جادو نہ چل سکے گا۔ یہ گروہ مخلصین جن کی قوت ایمانی کے سامنے ابلیس کی تمام وسوسہ اندازیاں اور ہیرا پھیریاں ناکام رہ جاتی ہیں وہی ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور کہتے ہیں ہماری نمازیں اور قربانیاں، جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام نعمتوں اور سب عزتوں کا رب ہے جو اس کی عزتوں کا اعتراف اور احترام کرے گا کائنات میں اس کی عزت کی جائے گی، دنیا اس کا احترام کرے گی وہ مقبول بارگاہِ الٰہی قرار پائے گا۔ فرمانبرداری اور احترام کرنے والے کی ہر قانون، ہر ملک اور ماحول میں عزت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی عزت، عظمت، بزرگی اور کبریائی پر ایمان رکھنے والوں کو مصائب و مشکلات سے واسطہ تو پڑتا ہے مگر بالآخر کامیابی اور عزّتیں انہی کے دامن میں آتی ہیں۔ کیونکہ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا سب عزتوں کا مالک اللہ ہے اور ان لوگوں کا سب کچھ اللہ کے لئے ہے۔ حضور اکرمؐ کی دعوت توحید سے کفار مکہ آتش بداماں تھے کہ حضرت حمزہؓ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے جس سے کفر کے تکبّر کی آگ کے شعلے سر اٹھانے لگے کہ حضرت عمرؓ بھی اللہ تعالےٰ کی توحید اور حضورؐ کی ختم نبوّت پر ایمان لانے کے لئے آئینۂ دل لے کر آفتاب نبوّت کے رو برو آ حاضر ہوئے حضرت ارقمؓ کے گھر میں موجود نبی اکرمؐ اور اصحاب نبیؐ نے جوش مسرّت سے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو کفار مکّہ کے گھروں میں کہرام مچ گیا۔ اسلام کی بڑھتی

جس خدائے جبّار قہّار نے حضرت موسیٰؑ کی پرورش اپنے دشمن فرعون سے کروائی اسی رب السمٰوٰت والارض نے اپنے آخری نبیؐ کی حفاظت کا کام خاندان بنو ہاشم کے ان افراد سے لیا جو آخری سانس تک لات و ہبل کی جے پکارتے رہے حالانکہ وہ فرعون کی طرح بے خبر نہ تھے کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے معبود سے باغی اور ان کی اقلیم تقدس کو تاراج کرنے والے ہیں —

ہوئی طاقت اور یتیم پیمبرؐ کے صحابہؓ کی جماعت میں حمزہؓ و عمرؓ کا اضافہ سردارانِ قریش کے لئے ناقابل برداشت ٹھہرا تو انہوں نے حلیف قبائل سے مل کر خاندان بنوہاشم کے سوشل بائیکاٹ اور ترک موالات کا فیصلہ صادر کر دیا۔ اور معاہدہ کی دستاویز درِ کعبہ پر آویزاں کر دی بنوہاشم اپنے تحفظ کے لئے پہاڑ کے ایک درے میں جو ان کا موروثی تھا محصور ہو گئے جسے شعب بنوہاشم کہا جاتا تھا لیکن مخصوص طرزِ فکر کے مؤرخین نے اسے شعب ابوطالب کے نام سے مشہور کر دیا ہے حالانکہ یہ جگہ خاندانِ بنوہاشم کی موروثی تھی صرف ابوطالب کی نہیں۔ یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا۔ کوئی تصوّر نہیں کر سکتا کہ اسی اثناء میں حضور اکرمؐ پر آپؐ کے صحابہؓ پر اور اوران کے ساتھ خاندان بنوہاشم کے غیر مسلم افراد پر بھی مصیبتوں کے کیا کیا پہاڑ ٹوٹے، درختوں کے پتے ابال کر پینے پڑے چمڑے دھو کر آگ پر بھون کر پیٹ بھرے۔ معصوم اور بھوکے بچوں کے رونے کی آوازیں حضورِ اکرمؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو بے چین اور مضطرب کئے رکھتیں اور جفاکار مشرک سن سن کر خوش ہوتے مذاق اڑاتے کہ دیکھو مسلمانوں کا خدائے واحد ان سے کیا سلوک کر رہا ہے۔ خاندانِ بنوہاشم کے وہ افراد جو اسلام نہ لائے تھے مگر پیغمبر اسلامؐ کی مصیبتوں میں ان کے ساتھ شریک تھے وہ محض خاندانی عصبیت کی بناء پر نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس ہستی کو قرآن نے کہا اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ معلمِ اخلاق و دیانت کی سیرت دلآویز نے انہیں اس قدر متاثر کیا تھا کہ کافر ہونے کے باوجود وہ حضورؐ کو سردارانِ قریش کے حوالے کر دیتے یا انہیں اکیلا چھوڑ کر چلے جانے پر تیار نہ تھے۔ جس خدائے جبار و قہار نے حضرت موسیٰؑ کی پرورش اپنے دشمن فرعون سے کروائی اسی رب السمٰوٰت والارض نے اپنے آخری نبی کی حفاظت کا کام خاندان بنوہاشم کے ان افراد سے لیا جو آخری سانس تک لات وہبل کی جے پکارتے رہے اور ایمان نہ لائے حالانکہ وہ فرعون کی طرح بے خبر نہ تھے کہ (محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے معبودوں کے باغی اور ان کی اقلیم تقدس کو تاراج کرنے والے ہیں۔

بہرحال عزت اور کامیابی اللہ کے اختیار میں ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ اسلام کا کلمہ پڑھنے والے انہی مسلمانوں کو عزت ملے گی جو دین کی عزت کریں، دین کے حقوق ادا کریں عدل و انصاف کے وہ تقاضے پورے کریں جو اسلام نے ان سے کئے ہیں۔ امیر اور شریف گھرانے کی ایک عورت فاطمہ سے چوری کا جرم سرزد ہوا۔ نبی رحمت کے محبوب صحابی اسامہؓ بن زیدؓ نے لوگوں کے اصرار پر معافی کی سفارش کی تو نبی الاعظمؐ نے فرمایا اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ یہ ہے عدل اور اللہ کے حکموں کی تعمیل کہ خود پیغمبر اسلام سرمو انحراف کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ مسلمان اور ان کے زعماء و رؤسا جب تک حضورؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے رہے اور ان کا ایمان رہا کہ ہمارا سب کچھ ہمارے رب کا دیا ہوا ہے تو عزتیں اور کامیابیاں بھی ان کے ساتھ رہیں برصغیر کے مسلم حکمرانوں نے عدل و انصاف اور سیرت و کردار سے

غیر مسلم ہندو اکثریت پر سینکڑوں سال حکومت کی۔ حضرت زیدؓ غلام بن کر حضورؐ کے پاس پہنچے تھے۔ اور ہندوستان کا پہلا حکمران جس نے یہاں اسلامی حکومت قائم کی قطب الدین ایبک بھی غلامی کی زندگی بسر کر چکا تھا۔

ہندوستان کے مسلم سلاطین کے عدل و انصاف کا عالم ہے کہ شیرشاہ سوری کا بیٹا پان کھاتے ہوئے ہاتھی پر جا رہا تھا راستے میں کہیں باپردہ مکان میں ایک ہندو سبزی فروش کی بیوی نہا رہی تھی کہ شہزادے نے پان کا بیڑہ اس کی طرف پھینک دیا۔ سبزی فروش فریاد لے کر دربارِ شاہی میں جا پہنچا۔ بادشاہزادے کا قصور ثابت ہو گیا تو شیر شاہ سوری نے حکم دیا۔ کہ کل اسی طرح مکان میں میرے بیٹے کی بیوی نہائے گی اور ہندو سبزی فروش ہاتھی پر سوار اسی طرح وہاں سے گذرے گا اور پان کا بیڑا اس پر پھینک کر اپنی بے عزتی کا بدلہ لے گا۔

اندازہ فرمائیے کہ پہلے مسلمان دوسروں کی عزتوں کے محافظ تھے اب وہ اپنوں کی عزتیں لوٹ لیتے ہیں اس لئے عزت اور وقار ان سے جاتا رہا۔ پہلے ہندو اور کوئی دوسرا غیر مسلم مسجد کے سامنے سے باجے بجاتے ہوئے بارات لے کر گذرتا تو لڑائیاں ہو جاتی تھیں اور اب مسلمان خود باجے بجائے مسجد کے دروازے پر بعض اوقات عین نماز کے دوران ڈھول ڈھمکا کر کے مساجد کی بے حرمتی کرتے ہیں —— کاش! آج کا مسلمان پھر اپنی نمازیں، اپنی قربانیاں، اپنا جینا اور مرنا، اپنی خوشیاں اور غمیاں اللہ کی رضا کے تابع کر دے اور عقیدہ توحید کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے کفر اور ظلم کو شکست دینے کے لئے تیار ہو جاتے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ : باتیں ان کی ۰۰۰

پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا۔

حواس ظاہری کی صفائی

اس کے معنی یہ ہیں کہ اعضاء گناہ سے پاک ہوں، آنکھ زنا سے، زبان غیبت سے اور گلہ سے، ہاتھ کسی پر ظلم کرنے سے انگریز کے یہاں حواس ظاہری کی صفائی کا تو نام و نشان تک نہیں وہ ڈانس کھیلتا ہے۔ جس میں دوسروں کی بیوی کو بغل میں لے میں کرنا چاہتا ہے۔ شراب پیتا ہے اور زنا کرتا ہے۔ اسلام ان سب چیزوں سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ حواس ظاہری سے جو گناہ کریں گے وہ فی اول الحال جہنم میں جائیں گے۔ اس کے بعد اگر ایمان سلامت ہے تو سزا بھگتنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکل آئیں گے۔

زبان اور شرمگاہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

عن سھل ابن سعد قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من یضمن لی مابین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنة (رواہ البخاری)

ترجمہ: سہل ابن سعد سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ سے اس کا عہد کرے کہ وہ اپنے کلّوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور اپنے دونوں پاؤں کی درمیانی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کرے گا تو میں اس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں گا۔

یہ اعضاء کی صفائی ہے ظاہر کی صفائی کی طرح اعضاء کی صفائی بھی کسی قوم میں نہیں ہے۔ اگر انسان کے منہ میں شریعت کی لگام نہ ہو تو اس کا گناہوں سے بچنا ناممکن ہے اعضاء ہی گناہ کا منبع ہیں اور اسلام ان پر کڑی نگرانی کا حکم دیتا ہے۔ باطن کی صفائی آئندہ ملاحظہ فرمائیں

باتیں اُن کی یاد رہیں گی

حضرت لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

اسلام تین طرح کی صفائی پر زور دیتا ہے

ظاہر کی صفائی — حواس ظاہری کی صفائی — باطن کی صفائی

آج دنیا میں زندہ مذہب فقط اسلام ہے۔ اسلام کی تعلیمات کا منبع قرآن مجید ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانّا لہٗ لحافظون۔ پ ۱۴ ع ۱

ترجمہ: بے شک ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

باقی کسی مذہب کے پاس آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔ نہ عیسائیوں کے پاس انجیل نہ یہودیوں کے پاس تورات۔ اس لیے موجودہ زمانے میں اسلام ہی دربار الٰہی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اسلام کی تعلیمات کو اپنا حال بنانے کی توفیق عنایت فرمائے۔

ظاہر کی صفائی

تینوں قسم کی صفائی میں ظاہر کی صفائی جس کو طہارت کہتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بدن اور کپڑے پاک ہوں۔ اسلام اس پر بھی زور دیتا ہے اور کسی قوم میں اس کو ضروری قرار نہیں دیا گیا۔ انگریز کو عام طور پر علمبردار تہذیب سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے یہاں طہارت نہ تھی۔ وہ تو پاکستان سے چلا گیا مگر اپنے نمائندے چھوڑ گیا ہے۔ پہلے انگریز جج اور مجسٹریٹ ہوتے تھے۔ اب اس کے نمائندے جج اور مجسٹریٹ ہیں۔ وہ بھی پیشاب کھڑے ہو کر کرتا تھا یہ بھی پیشاب کھڑے ہو کرتے ہیں۔ نہ وہ ڈھیلا اور پانی استعمال کرتا تھا نہ یہ استعمال کرتے ہیں۔ پیشاب کے قطرات سے دونوں کی رانیں پلید رہتی ہیں۔ کسی حیوان کے فضلہ میں اتنی بدبو نہیں ہوتی جتنی کہ انسان کے فضلہ میں ہوتی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیروی چھوڑ کر انگریز کو اپنا رہبر بنا لیا ہے۔ ان میں طہارت ہی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرما دیا ہے۔

عن عمر قال رآنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابول قائماً فقال یا عمر لا تبل قائماً فما بلت قائماً۔

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہا کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ لیا پس نے فرمایا اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو (حضرت عمر کہتے ہیں) اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

دوسرا ارشاد نبویؐ ملاحظہ ہو۔

عن ابن عباس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر۔ اما احدھما فکان لا یستنزہ من البول واما الاٰخر فکان یمشی بالنمیمۃ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) دو قبروں کے پاس سے گذرے پس آپ نے فرمایا ان دونوں قبروں پر عذاب کیا جا رہا ہے اور کسی بڑی چیز پر عذاب نہیں کیا جا رہا۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے

(باقی ۱۵ پر)

اُمّتِ اسلامیہ پر صدیقیؓ احسانات

تحریر محمّد الیاس نزد عباسی سکول، محلہ صادق آباد — راولپنڈی

(گذشتہ سے پیوستہ)

چھٹا اور عظیم احسان

تحفّظِ قرآنِ حکیم

کرۂ ارض پر جو بھی مسلمان بستا ہے، بسا ہے یا بسے گا، عمر فاروق اعظمؓ سے لے کر آخری مسلمان (جو روئے زمین میں پیدا ہوگا) سب ہی صدیق اکبرؓ کے شکرگزار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہر گام میں ملّت اسلامیہ کے ایمان وعقیدہ، اعمال و افکار کو ہر قسم کی غلاظتوں اور شکوک وشبہات سے محفوظ کرتے کا سامان کیا۔ تحفّظِ ایمانِ اُمت، تحفظ تصورِ حکومتِ الٰہیہ، تحفّظ عباداتِ زکوٰۃ اور تحفّظ ختمِ نبوت کے بعد انہوں نے ایک ایسا معرکۃ الآرا کارنامہ سرانجام دیا جس کی وجہ سے وہ قیامت تک اُسی حیثیت ومنصب سے مسلمانوں ہی میں نہیں خلافِ اسلام قوتوں میں بھی پہچانے جائیں گے جس مقام پر وہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں تھے۔ اور وہ کام ہے جمع قرآن کی صورت میں تحفّظ کتاب اللہ کا کام۔ انہوں نے کتاب اللہ کو جمع کر کے تمام اُمت کو تحریفِ قرآن کی ہر قسم کی قباحتوں کے تصوّر تک سے بچا لیا۔ اِس کا اعتراف ہر کہ ومہ کو ہے اور سب سے بڑا اعتراف اسد اللہ غالب حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے فرمایا۔

"اللہ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے۔ قرآنِ کریم کو جمع کرنے کی وجہ سے وہ تمام مُسلمانوں میں سب سے زیادہ اجر کے مستحق ہیں"۔

تحفّظ قرآن کی ضرورت بھی تحفّظ ختم نبوت ہی کی وجہ سے پیش آئی۔ اس لیے مرتدین سے جنگوں خصوصاً جنگِ یمامہ میں حفّاظ قرآن کی ایک بڑی تعداد کی شہادت اور مختلف قبائل میں قرآنِ حکیم میں تحریف سے اُن کے دِل میں قرآنِ پاک کو محفوظ کرنے کا خیال آیا——

یہ اہم کام حضرت زیدؓ ابنِ ثابت جیسے حافظِ قرآن کے سپرد کیا گیا۔ جو حفظِ قرآن کے معاملے میں براہِ راست پیغمبرؐ کے تربیت یافتہ تھے۔ اور انہوں نے پیغمبرؐ سے پورا قرآن اس وقت سماعت کیا تھا جب حیاتِ مقدسہ کے عین آخری ایام میں معیتِ جبریل میں پیغمبرؐ نے اپنی مقدس زبان سے پورے قرآن کی منزل فرمائی۔ زیدؓ نے اُن تمام آیات و قرآنی قطعات کو جو اب تک چمڑے، ہڈیوں، مختلف برتنوں اور لکڑی کے تختوں پر مرقوم تھا اکٹھا کیا۔ اور نہایت ہی تحقیق و احتیاط کے ساتھ اُن کو جمع کیا۔ ایک ایک آیت پر اکابر صحابہؓ اور حفاظِ کرام سے رجوع کیا۔ اور سب سے بڑھ کر نائبِ رسول سے استفادہ کیا۔ آیات کی صحت کو ترتیب میں کمال جانفشانی سے کام لیا گیا مگر سورتوں کی ترتیب وہی رکھی گئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرما دی تھی۔ شب وروز کی محنتِ شاقہ کے بعد اِنا انزلنا القراٰن واناله لحافظون کے تقاضے پورے ہوئے اور بحمد اللہ یوں پورے ہوئے کہ قرآن آج بھی اور قیامت تک اُسی حالت میں مِلے گا جیسے صدیق اکبرؓ کی نگرانی وسرپرستی میں جمع کیا گیا۔ حشر میں بھی ایسا ہی ہوگا، عرشِ بریں پر مالک الملک نے بھی ایسے ہی ترتیب دیا تھا اور فرش والوں کے لیے صدیق اکبرؓ کے قلبِ مبارک پر القا کر کے اُسی طرح جمع کرایا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ کا یہ احسان اُمت

مسلمہ پر اُن کا سب سے بڑا احسان ہے۔ ایسا ہیں وہی کہنا پڑتا ہے جو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ "وہ سب سے زیادہ اجر کے مستحق ہیں"۔ یقیناً ایمان وعقیدہ اور ہر راستہ ابوبکرؓ کے ہاں سے ہو کر نکلتا ہے اور اُن سے پوچھے بغیر صراط مستقیم تک پہنچنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

ساتواں احسان

تحفظِ اتحادِ اُمت (خلیفہ کا تقرر)

"مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے دیا"۔

"دنیا میں جس جس نے میرے ساتھ کوئی احسان کیا ہے میں نے دنیا میں ہی اُس کا بدلہ دے دیا۔ مگر ابوبکرؓ کے احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ میں اُن کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ قیامت کو اللہ ہی اُس کا بدلہ دے گا"۔

یہ تھے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات و اعترافات ابوبکرؓ کے احسانات کے بارے میں۔ پیغمبرؐ کی زندگی میں اسلام کے لیے اپنا تن من دھن وار دینے والا، پیغمبرؐ کے بعد امتِ محمدی پر احسان در احسان کرنے والا ابوبکرؓ اب وقتِ آخر امت پر ایک اور احسان کرنے والا تھا۔

اور وہ تھا اپنے بعد خلیفہ کا تقرر۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ رسول اللہؐ کے بعد خلافت کے قضیہ نے کیا صورت اختیار کی۔ چنانچہ امت میں اتحاد و استحکام کی خاطر انہوں نے سیدنا عمر فاروقِ اعظمؓ کو خلیفہ مقرر فرما کر اُس شورش کو بھی دبا دیا۔ جو اُن کی وفات کے بعد پیدا ہو سکتی تھی۔ اس سلسلہ میں بھی انہوں نے اکابر صحابہؓ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ کی روایتی سختی سے خوفزدہ بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا۔

"واللہ جب میں اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گا تو عرض کروں گا کہ اے اللہ! میں نے تیرے سب سے بہتر بندے کو خلیفہ بنایا ہے"۔

اس کے بعد باقاعدہ وصیت لکھوائی اور حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا جانا بھی امت پر اُن کے احسانوں میں سے ہے۔ وگرنہ پھر ایک بار اختلافات کے در کھلتے اور اہلِ اسلام میں شیرازہ بندی ہوتی جس کا فائدہ لازماً خلافِ اسلام قوتوں ہی کو پہنچتا۔

اب یہاں سیدنا ابوبکرؓ کی خوش قسمتی پر نازاں ہونے کو جی چاہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُن کی اہمیت و مقام کس قدر تھا کہ رب العالمین نے؛

۱۔ اپنے پیغمبرؐ کی نبوت و رسالت کی پہلی گواہی اُن ہی سے دلوائی۔

۲۔ پیغمبرؐ کے لیے ازلی و ابدی رفاقت کے لیے بھی ابوبکرؓ ہی کو منتخب فرمایا۔

۳۔ تبلیغ اسلام کے لیے ہر گام پر اُن سے مالی معاونت کرائی۔

۴۔ سفرِ ہجرت میں پیغمبرؐ کا رفیق و ہمسفر بنایا۔

۵۔ پیغمبرؐ کے خانگی معاملات کے لیے ابوبکرؓ کی لختِ جگر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو منتخب فرمایا۔

۶۔ رسول اللہؐ کے وصال کے بعد اُن کو خلیفہ مقرر فرما کر امتِ مسلمہ کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرمائی۔

۷۔ قرآن کو جمع کرنے کا خیال اُن کے دِل میں جاگزیں کر کے حفاظتِ قرآن کا بندوبست فرمایا۔

۸۔ اُن کے ذریعہ سُنتِ نبویؐ کی اہمیت کو واضح کرایا گیا۔

۹۔ عقیدۂ تحفظِ ختم نبوت کی وضاحت بھی صدیق اکبرؓ ہی کے ذریعہ سے کرائی۔

الغرض کہ تفصیل سے لکھوں تو لکھے جاؤں تا بہ حشر کے مصداق یہ حسین تذکرہ جو احساناتِ صدیقی سے مزین ہے ختم ہونے کا نہیں۔ اِس دُعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ:

"اے اللہ! ہمارا خاتمہ بھی صدیقی ایمان پر فرما اور امت اسلامیہ کے محسنِ اعظم حضرت ابوبکر صدیقِ اکبرؓ کی محبت و اُلفت سے دل کو بھر دے۔

آمین ثم آمین ٭

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور تصوّف

راشد شکور، سیالکوٹ

ایک بزرگ ایک رات محو استراحت تھے قلب مبارک ملائے اعلیٰ کی طرف متوجہ تھا کہ ایک خواب دیکھا سارے جہاں میں تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ بندر، ریچھ اور سور وغیرہ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں یکایک ان کے سینہ مبارک سے ایک نور نکلا جس میں سے ایک تخت ظاہر ہوا تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے جلوہ فرما ہے اس کے سامنے ظالم ملحد اور بے دین لوگ بھیڑ بکری کی طرح ذبح ہو رہے ہیں اور کوئی کہنے والا بآواز بلند کہہ رہا ہے "حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا باطل اسی لیے ہے کہ فنا ہو جائے"۔ وہ بزرگ نیند سے بیدار ہوئے تو عجیب سی مسرت آمیز حیرت ہوئی۔ اطمینان قلب کے لیے اپنے زمانے کے مرشد کامل اور قطب وقت حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کی خدمت میں خواب کی تعبیر دریافت کرنے حاضر ہوئے، شاہ صاحبؒ نے تعبیر دی "تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس سے الحاد و بدعت کی ظلمت دُور ہو جائے گی"۔ خواب دیکھنے والے یہ بزرگ، مولانا عبدالاحد قدس سرہ العزیز تھے اور جس لڑکے کی انہوں نے خوشخبری دی تھی وہ تھے شیخ احمد سرہندیؒ جو آج مجدد الف ثانیؒ کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

جس طرح امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے زندگی کے دوسرے شعبوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے اسی طرح شعبہ تصوف میں بھی نمایاں کام کیا ہے۔

سب سے پہلے اپنے بزرگ حضرت عبدالاحد سے بیعت کی پھر شیخ یعقوب صرفی کشمیری سے بھی طریقہ کبرویہ میں استفادہ کیا۔ طریقت میں ان چار سلاسل، نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں بیعت تھی گویا تصوف کی جو چار عظیم الشان نہریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ سے چلی تھیں وہ مجدد صاحب کی ذات گرامی میں مجتمع ہو گئیں اور مختلف راستوں کو چل نکلیں۔ حضرت مجدد صاحب کو نقشبندیہ میں خواجہ باقیؒ باللہ، قادریہ میں شاہ سکندر کیتھلیؒ اور چشتیہ اور سہروردیہ میں شیخ عبدالاحدؒ سے بیعت تھی۔

آپ نے بہت جلد روحانی مراتب طے کر کے اس کٹھن راہ کو عبور کر لیا۔ ایک دفعہ خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ نے مجدد صاحب کے بارے میں ایک مرید کو لکھا "شیخ احمد نامی ایک عالم باعمل سرہند سے آئے ہیں چند دن فقیر کے ساتھ اُٹھے بیٹھے ہیں عجیب وغریب حالات رکھتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک چراغ ہوں گے اور سارا عالم روشن ہو جائے گا"۔ کسے خبر تھی کہ خواجہ صاحبؒ کی یہ پیشنگوئی حرف بحرف سچ ثابت ہو گی اور مجدد صاحب اپنے والد محترم کے خواب کو شرمندہ تعبیر کر دیں گے۔ اسی سے اندازہ لگا لینا چاہیے کہ مجدد صاحبؒ طریقت وسلوک میں کتنے بڑے رتبے پر فائز تھے کیا یہ کم کمال ہے کہ مرشد خود مرید کے لیے تعریفی کلمات ادا کر رہا ہے۔ آپ طریقہ نقشبندیہ کے امام ہی نہیں بلکہ اس کی ایک شاخ کے بانی مبانی بھی ہیں جو آج کل "نقشبندیہ مجددیہ" کے نام سے پھل پھول رہی ہے۔ آپ تصوف وسلوک میں ایک بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ صرف ایک ایسے صوفی ہی نہیں تھے جو محض

خانقاہ کا ہی ہو رہتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ ہُو اللہ ہُو کی ضربیں لگا لگا کر صرف خود کو جہنم کے شعلوں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے بلکہ وہ ایسے صوفی تھے جو عالم بھی تھے اور جنہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر عجمی تصوف کی غلط کاریوں کی اصلاح کی اور لوگوں کو جہنم کی لپٹوں سے بچانے کی فکر کی۔ اگر مجدد صاحب اس وقت خاموش ہو رہتے یا صرف خانقاہ کے پیر ہی بنے رہتے تو تصوف کی آڑ میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کے اثرات سے آج برصغیر سے اسلام ہمیشہ کے لیے رخصت ہو چکا ہوتا۔

اس موقع پر یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ امام ربانی سے پہلے اصلاح و ہدایت کا کام بالکل نہیں ہوتا تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بھی علمائے حق اور صوفیائے کرام اپنی اپنی سطح پر کام کر رہے تھے لیکن جس نہج اور سطح پر آپ نے کام کیا اس سے پہلے کسی نے نہ کیا تھا۔ جس طرح مجدد صاحب نے کام کیا ہے اگر وہ اس طرح نہ کرتے تو عین ممکن تھا کہ دیگر صوفیاء اور علماء کے ساتھ خود بھی ناکام ہو جاتے۔ آپ نے ہر حالت میں اسی خاص نہج اور سطح پر کام کیا حتیٰ کہ قید کے زمانے میں بھی آپ نے سینکڑوں لوگوں کو حلقہ اسلام میں داخل فرمایا۔ اور ہزاروں عادی مجرموں کو اپنے دست حق پرست پر تائب کیا۔ علاوہ ازیں یہ قید و بند کا سلسلہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا چنانچہ اس دوران آپ نے مراتب روحانی میں خاص ترقی کی۔

حضرت امام ربانی نے جس ماحول میں اصلاح و ہدایت کا بیڑا اٹھایا وہ نہایت خطرناک اور کٹھن ماحول تھا۔ ایک طرف دین الٰہی کا فتنہ پھیل رہا تھا تو دوسری طرف گمراہ متصوفین نے اودھم مچا رکھا تھا ایک طرف حکومت وقت کی جنبشِ ابرو پیامِ اجل بن سکتی تھی تو دوسری طرف جاہل صوفیوں کے فتووں کی بوچھاڑ سے جینا محال ہو سکتا تھا لیکن پھر بھی مجدد صاحبؒ نے شریعت و طریقت، کشف و کرامات اور بدعت و سنت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار بڑی جرأت اور بہادری سے کیا۔

بادشاہ وقت کو سجدہ تحیت سے وہی انکار کر سکتا ہے جو روحانی قوت کا مالک ہو اور تصوف ایک زبردست روحانی قوت ہے لیکن حیرت ہے ان پر جنہوں نے اسے "چنیا بیگم" کہا ہے۔ اسی روحانی قوت کو بروئے کار لا کر مجدد صاحبؒ نے حکومت سے ٹکر لی تھی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی تاریخ دعوت و عزیمت میں لکھتے ہیں "یہ عین حکمت و تدبیر کا تقاضا تھا کہ اس میدان اصلاح و انقلاب میں اترنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے شیخ احمد سرہندیؒ کو تصوف کا نہ صرف رمز آشنا بنایا بلکہ اہل کمال و تکمیل کی تربیت، پھر موہبت ربانی اور اجتبائے خاص سے ان کو درجہ امامت تک پہنچایا تاکہ وہ اس کار عظیم کو پوری تیاری اور پورے اعتماد کے ساتھ انجام دے سکیں اور اس کا اثر دنیا کے دُور دراز گوشوں اور بعد کی صدیوں تک قائم رہے"۔ مجدد صاحب کے اس طرز عمل کو دیکھ کر حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا تھا" ان کا درجہ بلا شبہ "ارہاص" کا ہے"۔

حضرت امام ربانیؒ کے زمانے میں تصوف کا بہت زیادہ رواج تھا۔ ہر آدمی پر اس کا اثر تھا۔ مسلمانوں کے دل و دماغ اس سے متاثر تھے۔ گھر گھر اسی کا چرچا تھا گو کہ اس میں جگہ جگہ پیوند کاری کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا تھا یہی وجہ تھی کہ اسلامی تصوف سے عجمی تصوف کے گمراہ کن نظریات و عقائد کو چھانٹنے کے لیے آپ نے تصوف ہی کا انتخاب فرمایا۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو بہت زیادہ امکان تھا کہ آپ کامیاب نہ ہو سکتے کیونکہ تصوف زدہ دماغ کسی اور رنگ میں آپ کی بات سُننے کو تیار ہی نہ ہوتے۔

آپ نے سب سے پہلے مسئلہ وحدت الوجود پر خصوصی توجہ دی اس لیے کہ اس کی تعبیر غیر اسلامی رنگ میں بھی ممکن ہے اور اس سے اتحاد و حلول کا نظریہ بھی قائم ہو سکتا ہے جو سراسر زندقہ ہے۔ اس کے برعکس مجدد الف ثانیؒ نے وحدت الشہود کا نظریہ قائم کیا۔

صوفیا کہا کرتے تھے "ہمہ اوست" آپ نے اصلاح فرمائی "ہمہ از اوست" اسی بارے میں ایک مکتوب گرامی میں لکھا۔ "ممکن کو عین واجب کہنا اور اس کے افعال و صفات کو بعینہا حق تعالیٰ کے افعال و صفات قرار دینا سخت بے ادبی ہے بلکہ اللہ عزوجل کے اسماء و صفات میں الحاد ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ خدا کسی میں حلول کرتا ہے اور نہ کوئی خدا سے متحد ہو سکتا ہے۔ حضرت مجددؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمہ اوست جیسے نظریہ کے خلاف آواز اُٹھائی اور ان تمام باغیانہ سرگرمیوں کی سرکوبی کی جو اسلامی تعلیمات کی غلط تعبیر اور تصوف کی آڑ میں نشوونما پا رہی تھی۔ اس زمانے میں کئی ایک متصوفین نے اس عقیدے کی بنا پر خدا تعالیٰ کی عبادت سے آزادی حاصل کر لی تھی کہ "خدا کی عبادت صرف اس وقت تک ضروری ہے جب تک معرفت حاصل نہ ہو جائے۔ بعد از حصول معرفت عبادت کی حاجت نہیں رہتی"۔ گویا ان کا عقیدہ تھا عبادات کا مقصد محض حصول معرفت ہے اور صرف خواص ہی معرفتِ الٰہی کے مکلف ہیں جب معرفت حاصل ہو گئی تو شرعی احکام ساقط ہو گئے وہ اس نظریہ کی بنا پر سب کچھ کرنے لگ گئے تھے جسے انہوں نے حصول معرفت کے دوران چھوڑ رکھا تھا۔

اسی زمانے میں ولایت کو نبوت سے افضل سمجھا جانے لگا تھا جو ایک خطرناک نظریہ تھا اس سے تو نبوت کی عظیم الشان عمارت دھڑام سے گر جاتی ــــ دراصل ولایت نبوت کے نقش قدم سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ مجدد صاحب اس موقع پر خاموش رہتے آپ نے علی الاعلان فرمایا "نبوت ولایت سے افضل ہے خواہ وہ وہ ولایت نبی ہی کی ولایت ہو۔ ولایت کا رُخ خدا کی طرف ہوتا ہے خلق خدا کی طرف نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ خلق کو پوری ہدایت نہیں کر سکتی اور نبوت کا رُخ خلق خدا کی طرف ہوتا ہے اس لیے اس سے پوری ہدایت کا حق ادا ہوتا ہے"۔ "نبوت ولایت سے اس لیے بھی افضل ہے کہ کہ انبیاء ہر وقت مہبط وحی و الہام ہوتے ہیں لیکن صوفیا کو کشف و الہام کی نعمت ہر وقت نصیب نہیں ہوتی۔ نبوت عطائی ہوتی ہے اور ولایت کسبی۔ اس لیے مجدد صاحبؒ شریعت کو طریقت پر مقدم رکھتے تھے لکھتے ہیں "طریقت تابع و خادم شریعت ہے...... ایک حکم شرعی ہزار سالہ ریاضت سے زیادہ نافع ہے اور اتباع سنت میں قیلولہ شب بیداری سے افضل ہے"۔

آپ کے زمانے میں ایک نظریہ یہ بھی چل نکلا تھا کہ طریقت شریعت سے الگ چیز ہے۔ آپ نے فرمایا" طریقت سے مراد وہ راستہ ہے جو شریعت کی حقیقت تک پہنچنے والا ہے نہ کہ شریعت سے الگ کوئی امر ہے"۔ آپ کرامات و مکاشفات کو کمالاتِ اصلیہ تصور نہیں فرماتے تھے بلکہ ایک جگہ تو ان کو بچوں کے کھلونے فرما دیا۔ ارشاد و کثرت کی تلقین یعنی مریدوں کی بہتات حلقہ ذکر کی وسعت و فراخی بھی حضرت مجدد صاحب کے نزدیک راستہ کی پڑی ہوئی چیز تھی (علمائے ہند کا شاندار ماضی ج ۱ ص ۲۱۹) آپ کے نزدیک اصل کمال اتباع سنت ہے۔

تصوف جیسی عظیم روحانی قوت سے مجدد صاحب نے ہی صحیح اور خاطر خواہ فائدہ اٹھایا آپ کی زندگی پر یہی رنگ غالب تھا اسی قوت سے آپ نے اصلاح و ہدایت کا کام کیا۔ پیٹر ہارڈی نے کتنی درست بات لکھی ہے "شیخ احمد سرہندی کی بڑی کامیابی یہی ہے کہ جس نظریہ کی انہوں نے تردید کی اس کے مطالب و مفہوم اور قدر و قیمت کا ان کو ذاتی طور پر عمیق ادراک تھا"۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ مجدد صاحب کی روحانی قوت کا ہی اثر تھا کہ تمام باطل قوتیں اوندھے منہ گر پڑیں اور مستقبل قریب میں ہندوستان

(باقی ۲۵ پر)

انگریز اور اس کے مظالم

بسالاری، 74 نمبر بخشی پارک شاد باغ —— لاہور 39

انگریز جابر تھا جب یہ آیا تو ہندوستان میں خوب خوف وہراس کی آندھیاں چلیں۔ مسلمانوں کی حکومتیں لٹیں، جائدادیں ضبط ہوئیں، عزتیں اور عظمتیں برباد ہوئیں۔ الغرض مسلمان کہیں نہ رہا۔ کیوں؟ اس لیے کہ انگریز ملک گیری کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور مسلمان اسے شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیں گے کا نعرہ لگا رہے تھے۔ یہ تھا تنازعہ جو دونوں کے درمیان کروٹیں لے رہا تھا۔ انگریز نے اپنی پوزیشن کو مستحکم بنانے کے لیے کیا کیا گل کھلائے، یہ سننے کی بات ہے۔

۱۔ اس نے ہندوستان سے غداران ملک وملت ڈھونڈے، جو اسے آسانی سے مل گئے۔ وہ تھے جعفر از بنگال اور قاسم از دکن۔ یہ حکومتوں کے پرزے تھے، جن کو انگریز نے خوب استعمال کیا۔ مگر آخر کیفرِ کردار کو پہنچے۔

۲۔ اس نے علمائے حق کو جو انگریز کو ایک آنکھ دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ دار پر کھینچا، سولی پر چڑھایا، گولی کا نشانہ بنایا اور کالے پانی بھیجا۔ یہاں تک کہ ظفرؔ زخمی جگر یہ کہتا ہوا چلا گیا۔

؎ یہ رعایائے ہند تباہ ہوئی، کہو ان پر کیسی جفا ہوئی
جسے دیکھا تو اس نے کہا "یہ قابلِ دار ہے
کہو یہ ستم بھی ہے تم نے سنا دیا پھانسی ہزاروں کو بے گناہ
بے ٹھکانے ان کا مزار ہے، بے ٹھکانے ان کا مزار ہے
مگر کون تھا جو مسلمانوں کے ظلم وستم پر پھاہیہ رکھتا۔

۳۔ یہ کہ انگریز نے حریت پسندوں اور مجاہدوں کے خون کی ندیاں بہا دیں، اس لیے کہ وہ علمائے حق کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ انڈیا سونے کی ایک چڑیا تھا جسے انگریز ہر صورت قابو کرنا چاہتا تھا۔

۴۔ انگریز نے علمائے سو کو خریدا۔ اور اس طرح قوم مسلم میں فتنہ وفساد، خون خرابہ اور سرپھٹول کا ایک صور پھونک دیا۔ اس نے حصول مقصد کے لیے برصغیر میں کھنکھناتے ہوئے سکے بکھیر دئے۔ جن کی سنہری روپہلی چمک نے پنجاب اور ہندوستان کو چکا چوند کر دیا۔ یہ علمائے سو اپنی ضمیروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انگریز کے جال میں پھنس گئے۔ انہوں نے شرم کی آنکھیں بند کرکے مسلمانوں کے خلاف کفر کے فتوے لگانے سے بھی گریز نہ کیا۔ ان میں سے ایک صاحب ۵۰، الماری کتب کے محرر تھے جو انہوں نے حق انگریز ادا کرنے کے لیے لکھی تھیں۔ وہ انگریز کے سایہ میں جھومتے ہوئے کبھی (۱) مجدد (۲) کبھی مسیح (۳) کبھی نبی بنے۔ الغرض کہ ان ڈاکوؤں نے اپنی پوری پوری وفاداری کا حق ادا کیا۔ اور انگریز کے خلاف جہاد کو قطعی حرام قرار دے دیا۔ دوسرے صاحب اٹھے تو انہوں نے افتراق اور انتشار کے بیج بو دئے۔ اور جگہ جگہ مسلمانوں میں سرپھٹول کرا دی۔ تیسرے صاحب اٹھے تو انہوں نے انکار حدیث کا ڈھونگ رچا ڈالا۔ الغرض کہ جو چاہا سو کہا۔ ان مذہبی ڈاکوؤں نے وہ کام کیا جو شاید انگریز کا توپ خانہ بھی نہ کر سکتا تھا، اور کچھ من چلوں نے تو مسٹر جناح، علامہ اقبال کو بھی دھر رگڑا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ:

؎ تو منزل مقصود سے آگاہ نہیں۔ دولت کے سوا کوئی تجھے چاہ نہیں
اے منزلِ مقصود سے غافل انسان۔ تجھ سا کوئی نادان، کوئی گمراہ نہیں

تاریخ کا یہی فیصلہ تھا کہ وہ اسلام کا خیر خواہ نہ تھا۔ جس نے روپہلی سنہری مصلحتوں میں کھو کر اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے لیے قلمی زور لگا دیا۔

؎ اے بندۂ خدا لاالہ پر یلغار نہ کر۔ اللہ کی خود مختاری کا انکار نہ کر
اے کفر کی ظلمت میں بھٹکنے والے۔ ایمان کی تنویر سے انکار نہ کر

۵۔ انگریز اب بھی مطمئن نہ تھا وہ درسگاہوں کی طرف آیا اس نے ملک کی رائج الوقت زبانوں یعنی فارسی اور عربی کو درسگاہوں سے دھکا دے دیا اور لارڈ میکالے کا انگریزی تعلیمی نظام مدرسوں میں ٹھونس دیا۔ اپنے منصوبے کو کامیاب بنانے کے لیے انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کو ملازمتیں دیں اور عربی فارسی پڑھنے والوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دئے۔

سوچ کے ان بدلے ہوئے پیمانوں کو دیکھ کر:

؎ غنچہ وگل ماتم میں ہے۔ یہ گلستان ماتم میں ہے
یہ زمین ماتم میں ہے۔ وہ آسمان ماتم میں ہے

ان تمام کرتوت کے باوجود انگریز اب بھی مطمئن نہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کے چہروں سے داڑھیاں جاتی رہیں اور عورتوں کے سروں پر دوپٹہ نہ رہے۔ چنانچہ اس نے اپنا پیش کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اپنی لیڈیز کا کھلے چہرے اور بے ڈوپٹے پھرنا اور چلنا دکھایا۔ اس طرح انگریز نے جہاں مسلمانوں کے چہروں سے ڈاڑھیاں نوچیں وہاں ان کی خواتین کے سروں سے ڈوپٹے بھی چھین لیے۔ جب ہماری خواتین انگریزوں کے روپ میں پھرنے لگیں تو اکبرؔ کا دل خون خون ہو گیا۔ اس نے نہایت رنج وغم سے کہا:

؎ کل بے پردہ نظر آئیں جو چند بیبیاں
اکبرؔ زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے کہ آپ کے پردے کو کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

ہائے یہ مردوں کی عقل پر نہ پردہ پڑتا اور نہ یہ عورتیں بے پردہ ہوتیں۔ یہ وہ قوم ہے کہ جس نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں کو اپنایا تھا اور آج انگریز کے اصولوں کو اپنا رہی ہے۔ ہائے:

؎ بے چارہ مرد اب کس کام کا ہے
جسے عورت نے ہر پہلو پچھاڑا ہے

لگتے ہاتھ ۲۸ ۱۲ ۱۹۰ کی اخباری بات بھی سن لیجئے۔ تین خواتین فل میک اپ کے ساتھ نرسنگ داس بلڈنگ سے نکلیں اور انہوں نے انارکلی کا رخ کیا۔ مگر وہ شفیق اینڈ کو کی دست درازی کا شکار ہو کر رہ گئیں۔ ہلڑ مچا، شور اٹھا اور وہ دوچار ہو گئے۔ مگر پکڑے گئے۔ اگر شفیق اینڈ کو کی دست درازی قابل جرم ہے تو خواتین کی بے حجابی بھی تو قابل معافی نہیں، نہ حسن عام ہوتا نہ یہ حادثہ پیش آتا۔

شفیق کا کہنا ہے۔

؎ مجھی کو سب یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہوکر

سچ تو یہ ہے ہم بے شک مسلمان ہیں، مگر پابند شریعت نہیں، ہمارے بزرگ خدا کے حکم پر جھکتے تھے اور ہم خدا کے حکموں کے خلاف کرتے ہیں، وقت کا تقاضہ ہے کہ پھر شریعت کو اپنایا جائے۔ تاکہ ان حادثات سے واسطہ نہ پڑے۔ افسوس ہے ان خاوندوں، بھائیوں اور بیٹوں پر کہ جو اپنی بیویوں، بہنوں اور ماؤں کو یوں عیاں ہوکر پھرنے کی اجازت دیتے ہیں اور کوئی نوٹس نہیں لیتے۔ ہائے ؎ اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اک درد سا پیدا ہوتا ہے
میں چپکے چپکے روتا ہوں جب سارا عالم سوتا ہے

آہ ۔ ع آدمی ہیں عظمتِ انسانیت باقی نہیں

علامہ اقبال جو مولوی اور ملا نہیں تھا بلکہ انگریزی پڑھا لکھا شخص تھا۔ پنجاب سے ایم اے لندن سے بار ایٹ لا اور جرمنی سے پی ایچ ڈی تھا۔ اس نے برملا کہہ دیا

ے اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

وہ تمام انڈے گندے ہیں جن میں سے سنت رسول کے پیارے سٹائل کے خلاف بچے نکلتے ہیں۔ اے عاشق رسول! رسول کا نمونہ موجود ہے۔ انگریز یا کسی دوسرے کا سٹائل نہ اپنا۔

ے کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا جس کا تھا تو ٹوٹا ہوا تارا

ہائے! انگریز نے نہ صرف ہمارا لباس بدلا، شکل بدلی، تمدن بدلا، فکر بدلی اور سوچ کا پیمانہ بھی بدل کر رکھ دیا۔

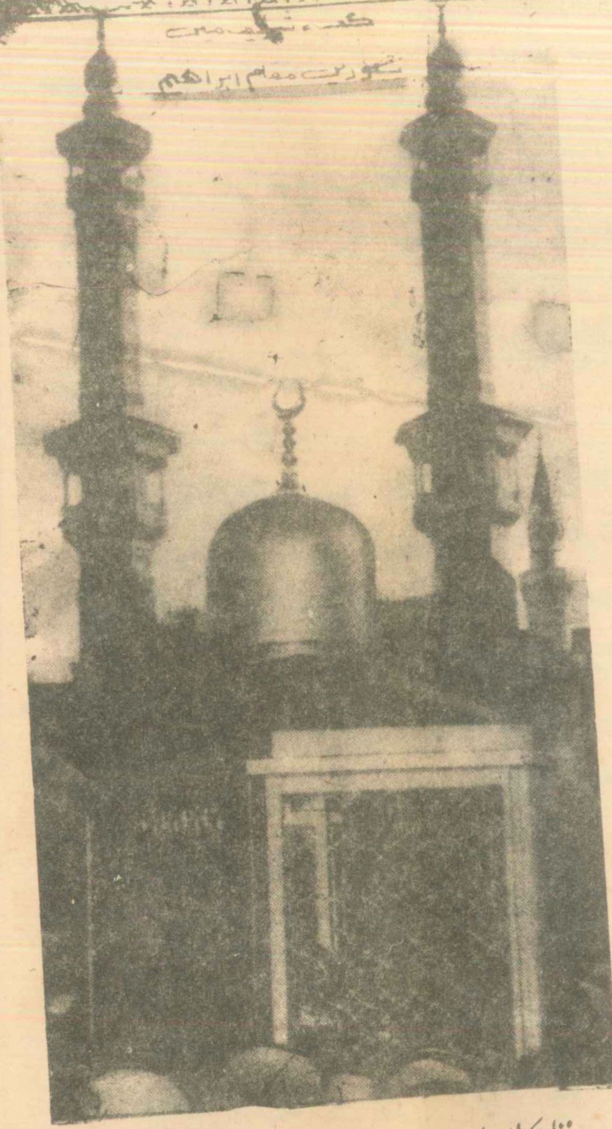
اسلام کیوں نہیں آتا۔ اس لیے کہ اسلام کے غدار اور انگریزوں کے وفادار ابھی تک موجود ہیں۔ اور جب تک یہ موجود ہیں۔

عورتوں کے سروں پر ڈوپٹہ نہیں آسکتا۔ مردوں کے چہروں پر ڈاڑھیاں فروغ نہیں پاسکتیں اور بے حیائی اور بے پردگی نہیں جاسکتی۔ سینما، فلمیں، ٹی وی اور وی. سی. آر کا خاتمہ نہیں ہوسکتا یہ صورتیں اسلام کے خلاف ہیں اور یہ کسی وقت بھی مسلمانوں کو گرفت میں لے سکتی ہیں۔

ے خود کو طوفان سے محفوظ سمجھنے والو
ہم نے ساحل سے بھی اُٹھتے ہوئے طوفان دیکھے ہیں

مسلمانوں کے لیے ایک مشورہ ہے۔

ے جس راہ میں ٹھوکریں ہوں اے انسان وہ راہ نہ چل
جرم و گناہ کے بوجھ سے ورنہ گرے گا منہ کے بل



نا رسیاں ہیں ہر طرف اندھا نہ بن اب بھی سنبھل
ایمان کا فانوس لے، اس میں جلا شمع عمل
مڑ، بھاگ، دوڑ، آ، اس طرف طاقت ابھی ہے پاؤں میں
آرام، راحت زندگی سب ہے خدا کی چھاؤں میں

اسلام تو چاہتا ہے کہ ملک میں نفاذ شریعت ہو، مرد کے منہ پر ڈاڑھی اور عورت کے سر پر ڈوپٹہ ہو۔ سچ ہے کہ:

ے نہ دولت کی ضرورت ہے نہ ثروت کی ضرورت ہے
زمانے کو فقط مرد مسلمان کی ضرورت ہے

کاش کہ عاشقان رسول سُن پائیں اور وہ اپنے سنت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بن جائیں۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

الٰہیہ کی پروا نہیں کرتے اور نہ مال کے خرچ کرنے میں احکامِ شرعیہ کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو صرف رضائے الٰہی کے طالب ہیں اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے آمادہ ہیں وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول ہیں تن بدن کا ہوش نہیں سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور جسم گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے اور عزت و وجاہت یا ریاست و امارت کی بو بھی ان کے دماغ میں نہیں۔ ان کو پہرے پر مقرر کر دیا جائے تو پہرے پر لگے ہوتے ہیں۔ لشکر کی پچھلی صفوں میں انہیں رکھا جائے تب بھی انہیں پرواہ نہیں کس مپرسی اور بے کسی کا یہ عالم کہ کسی کی سفارش کریں تو کوئی سننے کو تیار نہ ہو۔ اور کسی کے دروازے پر دستک دیں تو کوئی اندر بلانے پر آمادہ نہ ہو۔ ایسے گمنام لوگ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ لُٹا دیا ہو لائق صد رشک اور قابل صد مبارک ہیں۔

ذِکرُاللّٰہ کی کثرت کا حُکم

قرآن میں کسی عبادت کو کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم نہیں (نفلی عبادات) مگر ذکراللّٰہ کے متعلق قرآن کریم کی متعدد آیات میں بکثرت کرنے کا ارشاد ہے ...... اس کی حکمت غالباً یہ ہے کہ اوّل تو ذکراللّٰہ سب عبادات کی اصل روح ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے آیا ہے کہ کسی شخص نے رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا کہ مجاہدین میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کس کا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرے ..... انہوں نے اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا۔ بلکہ جو اللہ کا زیادہ ذکر کرے وہی زیادہ مستحق اجر ہے۔ دوسرے وہ سب عبادات میں سب سے زیادہ سہل ہے۔ شریعت نے بھی اس کے لئے کوئی شرط نہیں رکھی۔ وضو بے وضو، لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے ہر وقت ذکراللہ کیا جا سکتا ہے وہ نہ انسان سے کوئی محنت لیتا ہے نہ کسی فرصت کو مقتضی ہے اور اثر و فائدہ اس کا اتنا عظیم ہے کہ ذکراللّٰہ کے ذریعے دنیا کے کام بھی دین اور عبادت بن جاتے ہیں ...... ہر موقعہ پر سرکار کی سکھائی ہوئی دعائیں پڑھنے سے دنیا کے کام دین بن جاتے ہیں۔

معارف القرآن ۔ سورۃ احزاب
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ

بقیہ : حضرت مجدد......

کو حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ جیسا صالح، خدا ترس، نیک دل، نیک سیرت، متقی، تہجد گزار اور عالم با عمل بادشاہ نصیب ہوا۔

آیئے اب ذرا ہم اپنے معاشرے کا موازنہ مجدد صاحب کے زمانے سے بھی کر دیکھیں کہ کیا آج ہمارے ہاں وہ سب کچھ نہیں ہو رہا جو ان کے دور میں ہو رہا تھا؟ کیا ہم اسی طرح کئی ایک غلط نظریات میں نہیں گھرے ہوئے؟ اور کیا ہم گمراہ کن عقائد کے زہریلے اثرات سے نہیں مر رہے بقول علامہ اقبالؒ "ہم اپنے دین کی حفاظت کریں اور اس کو رہبانیت کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں اور مجدد صاحبؒ نے یہی کام کیا ہے ہمارا مقصد اسی سلسلہ کو جاری رکھنے کا ہے اور کچھ نہیں۔"

نظامِ مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

ہر مسلماں کی زباں پر ہو نظامِ مصطفےٰ
ہر زباں پر، ہر لساں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

مالکِ کون و مکاں، سرچشمۂ طاقت خدا
ثبت لوحِ دو جہاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

ارضِ پاکستاں ملی، ہم کو محمدؐ کے طفیل
کیوں نہ نافذ اب یہاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

پہلے پاکستان ہو حلقہ بگوشِ مصطفےٰ
اور پھر ہندوستاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

مقصدِ تخلیقِ دو عالم یہی ہے دوستو!
ہر زمیں، ہر آسماں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

ہے نظامِ مصطفےٰ، امن و اماں کا ذمّہ دار
کیوں نہ پھر سارے جہاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

مشرق و مغرب ہوں پھر زلفِ اخوّت میں اسیر
جب یہاں پر اور وہاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

عندلیبانِ چمن نغمہ سرائے حمد ہوں
گلستاں، بے خزاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

ہو فقط تقویٰ ہر اک انساں کی عظمت کا ثبوت
چہرۂ جنّت نشاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

کوئی دولت کا پجاری ہو نہ غربت کا اسیر
زندگی کے کارواں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

بچّہ بچّہ ارضِ پاکستان کا جانباز ہو
لشکرِ اسلامیاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

بدمعاشی، بدقماشی کا مٹے نام و نشاں
وادیٔ امن و اماں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

کوئی بھوکا ہو نہ پیاسا ہو نہ ننگا ہو وہاں
جس زمیں کے آسماں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

ہے یہی نظمِ اخوّت اور مساواتی نظام
نقش ہر خُرد و کلاں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

ایک دسترخوان ہو شاہ و گدا کے واسطے
میزباں اور میہماں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

چار سُو ہو عدل اور انصاف کا سکّہ رواں
مہرباں نامہرباں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

ایک ہی چشمے سے پانی شیر اور بکری پئیں
چشمۂ آبِ رواں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

جو بھی ہو مخدوم، ہو مخلوق کا خدمت گذار
حکمراں ہر حکمراں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

میرے مولا! اک محمد ابنِ قاسم کر عطا!
کافروں کی بھی زباں پر ہو نظامِ مصطفےٰ

آزاد شیرازی — مدیر تذکرہ، لاہور